کتب خانے کے سوا دیکھنے میں نہیں آیا۔ ۱۸۸۱ء میں چارلس شیفر نامی یورپ کے ایک عیسائی فاضل نے انگریزی حکومت کے بعض احباب کے توسط سے وہ نسخہ وہاں منگوایا اور فرنچ زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ اصل متن اور یہ ترجمہ دونوں پیرس سے شائع ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مورخ اور تذکرہ نویس جو اپنی تصانیف میں حکیم ناصر خسرو کا ذکر کرتے ہیں اس کے مذکورہ سفرنامے سے بے خبر ہیں یہاں تک کہ کسی نے طغرل بک اور جغربک کے عہد کی تاریخ میں بھی اس کا حوالہ نہیں دیا اور بہت سے واقعات اس سفرنامے کے بیانات سے متخالف لکھ دئے ہیں۔ اور جنہوں نے سفرنامہ کو اس کی تصانیف میں شمار کیا بھی ہے انھوں نے بھی غالباً یہ کتاب بچشم خود دیکھی نہیں۔ سفرنامہ کے آخر میں حکیم نے اپنے سفرِ مشرق کا ارادہ بھی ظاہر کیا ہے لیکن یہ خبر نہیں کہ اس ارادے کی تکمیل بھی ہو سکی تھی یا نہیں۔ البتہ اس کی بعض عبارتوں سے حکیم کا لاہور اور ملتان آنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے۔

کتاب کے مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف علم و فضل، تفحصِ نظر، راست گفتاری، متانتِ بیان اور ذوقِ تحقیق کی صفاتِ عالیہ سے متصف تھا۔ اگرچہ ابتدائے عمر میں کچھ سن و سال کے تقاضے سے اور کچھ عیش و تنعم کی فراوانی سے تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف راغب نہیں تھا بلکہ ہمیشہ شراب پیتا تھا لیکن شباب کے آخر زمانے میں توبہ کی توفیق حاصل ہوئی اور جاہ و حشمت سے کنارہ کش ہو کر علم و دانش کی دولت پر قناعت کرنے لگا اور دنیا کے علائق سے اپنا دامن بچا لیا تھا۔

ہمارے عہد کے مشائخ کے برخلاف جو مسجد کے گوشے یا خانقاہ کے حجرے ہی میں بیٹھ کر انفس و آفاق کی سیر کرتے رہتے ہیں، حکیم نے کنجِ عزلت سے پاؤں باہر نکالے اور مردانہ ہمت کے ساتھ بلاد و امصار کے سفر اور عجائباتِ قدرتِ آفریدگار کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کو کلکتاش کے کتاب خانے میں محفوظ رہا۔ ایک حاشیہ خود اُس کے قلم کا لکھا ہوا اس پر موجود ہے یہ مسجدِ نبویؐ کی ہیئت کی تجدید سے متعلق ہے جو ۱۰۲۶ھ کا واقعہ ہے۔ (حاکی)